اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۶) مطبوعہ ۴ ستمبر ۱۸۹۶ء بروز جمعہ جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوؤں کی روحانیت کی بابت بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جاتا ہے اور یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس امر میں بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ اگر حال کے تعلیم یافتہ ہندوؤں کی حالت پر غور کیا جاوے تو اُن میں روحانی آدمی شاذ و نادر ہی نظر آئینگے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر ہندوؤں کی ریت رسم اور روزانہ زندگی کے طریق کو دیکھیں تو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہہ لوگ بہت ہی دیندار ہیں اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ دینداری کی بیرونی صورت کو اچھی طرح اختیار کر رکھا ہے لیکن جب اہلِ نظر اس بیرونی سطح کی تہ اور باطن میں دیکھتے ہیں تو ایک ایسا بیرونی لفافہ نظر آتا ہے جس کے اندر حقیقی دینداری بہت کم ہے۔ اگر تعلیم یافتوں کو دیکھو تو ان کے دلوں میں روحانیت کی بجائے دنیا پرستی نے اپنا گھر کر رکھا ہے۔ نہ شوق روحانیت ہے نہ فرصت ہے کہ مذہبی مطالعہ کریں یہانتک کہ اپنے اپنے مذہبوں کے خیالات سے بھی جو روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں قطعی ناواقف ہیں۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ مغربی لوگ دنیا پرست ہیں اور اس کا یہہ سبب بتلایا جاتا ہے کہ سائینس کی ترقی کے سبب سے یہہ حال ہو گیا ہے مگر سائنس کی تعلیم سے یہہ ضروری نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان روحانی نہ رہے۔ ہزار ہا سائنس دان دیندار اور روحانی لوگ ہیں۔ اور مغرب کی طرف ہر روز لوگ روحانی سچائی کی خاطر جان نثاری کرتے ہیں جو روحانیت کی حقیقی کسوٹی ہے۔ یہاں پر جہاں روحانیت کی بہت پکار کی جاتی ہے دوسروں کے فائدہ کے واسطے کون کیا قربان کرتا ہے۔ جو صلاح کرنے والے سمجھے جاتے ہیں اور بڑے بڑے درس دیتے ہیں مثلاً ناچ کے برخلاف وغیرہ وغیرہ آپ مجبور ہو کر پرانے دستوروں پر عمل کرتے ہیں تا نہ ہو کہ کوئی خیال کرے کہ یہہ سخت گیر ہے۔ ہم ذیل میں انڈین سوشیل ریفارمر کا حوالہ دیتے ہیں۔ انڈین سوشیل ریفارمر رقمطراز ہے کہ آجکل کی ہوا انگلش دشمن ہے۔ انگلش سائینس اور طرز و اطوار علوم و فنون محض خرافات سمجھے جاتے ہیں۔ مغربی ممالک بالکل مادی خیال کئے جاتے ہیں۔ یورپ کا تعلق ہندوستان کے ساتھ خوف کی نظر سے اس بنا پر دیکھا جاتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یورپ کے مادی طوفانوں کے زور سے ہندوستانی روحانیت بہہ جاوے لیکن ایسی بے تکی جھک مارنے والے کون ہیں؟ ہمارا ہمعصر یہہ بھی بتلاتا ہے کہ یہہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مادی اسباب بہت کچھ موجود ہے اور پھر بھی ان کی طمع کو کبھا نہیں سے طمع ماسہ حرفت و ہر سہ تہی۔ یہہ وہ لوگ ہیں جو اس دنیا کے حاصل کرنے کو حتی الامکان ہر طرح سر مارتے ہیں۔ علاوہ اس کے ریفارمر یہہ بھی کہتا ہے کہ جہاں ایک طرف ہمارے اہل ملک ناحق بیہودہ روحانیت کا شور مچاتے ہیں دوسری طرف مغرب کے مادی لوگوں میں خود انکاری اور روحانیت کی تمثیلیں برابر پیش ہوتی رہتی ہیں مثلاً فادر ڈیمین اور مس فلورینس نائٹنگیل وغیرہ کا بیگانہ غریب لوگوں سے سلوک کرنا۔ کس ہندوستانی نے بیگانہ سے سلوک کیا ہے؟ ہم ان باتوں کو دیکھکر کہہ سکتے ہیں کہ یہہ مغرب کی مادی تہذیب ہے جو ہمنے نہ آنکھوں سے نہ خواب میں کبھی دیکھی نہ سُنی۔ یہہ اعلیٰ درجہ کی حماقت ہے کہ وہ جو سبات کے خوف سے کہ عام لوگ ہمیں بدنام نہ کریں بیواؤں کے آنسو پونچھنے سے ڈرتے ہیں منبروں پر چڑھکر روحانیت اور دیگر مضامین کے لمبے لمبے درس دیتے ہیں +

نورافشاں

پادری اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس صاحب + پادری ایچ گولکناتھ صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹرز
مسٹر ایم۔ ایل۔ کیدارام صاحب بی۔ اے + پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے

مسیح کا نمونہ

"مسیح کا نمونہ" یہہ کتاب ڈاکٹر سٹاکر صاحب کی "امیگو کرسٹی" کا ترجمہ ہے۔ اِس بے نظیر کتاب کے دو تین مقام نورافشاں کے کالموں میں شایع ہوچکے ہیں اُن کی مطالعہ سے ناظرین نے جان لیا ہوگا کہ یہہ کتاب کیسی نادر ہے۔ اور کہ اُس کی ہر جگہہ کے مسیحیوں کو مگر بالتخصیص ہندوستانی عیسائیوں کو کیسی اشد ضرورت ہے۔ اُس کے نام سے خوب روشن ہے کہ وہ کیا ہے لہذا اُس کے مضامین کا مفصل حال بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ "مسیح کا نمونہ" ایسا موزون اور پرمعنی نام ہے کہ خود بخود اِس لاثانی کتاب کے منشا اور غرض کو ظاہر کر رہا ہے۔ یہہ کتاب دکھلاتی ہے کہ بیت لحم کی چرنی سے لے کر یروشلم کی صلیبی موت تک مسیح نے اپنی زندگی کے گوناگون تعلقات کو کس طرح پورا کیا۔ جب ہم اُس کی زندگی کی سوانح عمری پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری آنکھ اکثر اوقات صرف اُن واقعات پر ٹھہرتی جو زیادہ بلند اور اُبھرے ہوئے ہیں۔ کبھی ہم فریسیوں اور صدوقیوں کے بحث اور مباحثہ کی مجلسوں میں بیٹھتے کبھی ہم اس عدیم المثل اور یگانہ اُستاد کی تعلیم اور نصایح کو سامعین کے مجمع میں کھڑے ہوکر بڑی توجہ اور غور سے سنتے۔ کبھی گتسمنی میں اس مرد غمناک کی جانکنی کو دیکھکر آنسو بہاتے اور کبھی صلیب کے پاس بیٹھکر ایک بے گناہ کو گنہگاروں کے عوض میں مرتے دیکھکر نالاں ہوتے ہیں۔ مگر یہہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ اُس کی ساری زندگی بچپنے کے زمانے سے لیکر اُس وقت تک جبکہ وہ عین عالم شباب میں بڈھوں کے تجربہ کے ساتھ صلیب پر کھینچا گیا ہمارے لئے نمونہ ہے۔ مسیحی مذہب صرف ہدایتوں اور تعلیموں اور حکموں اور نصیحتوں ہی کا مذہب نہیں وہ عمل کا مذہب بھی ہے۔ انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی کہ وہ بیان کی نسبت مثال کو زیادہ جلد سمجھ لیتی ہے اور اسی واسطے وہ جو اس طبیعت کا واقفکار بلکہ خالق تھا اپنی سب سے گہری تعلیمات اور عمیق مطالب کو جو آسمانی اسرار سے متعلق تھے تمثیلات سے اور پھر ایسی تمثیلات سے جن کو عالم اور جاہل دونوں بخوبی سمجھ سکتے ہیں بیان کیا کرتا تھا۔ اور اسی اصول کے مطابق اپنی زندگی بسر کی۔ ایسا جیسا جیا زندگی کے ہر کوچہ اور گلی۔ اُس کے ہر نشیب اور فراز۔ اُس کی خوشیوں اور غموں سے اُس کے عشرت خانوں اور ماتم کدوں سے یوں گذرا کہ گو اب اُنیس سو برس ہوئے توبھی زمانے نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو اور کوئی حصہ ایسا نیا ظاہر نہیں کیا جہاں یسوع کا نمونہ اُس کی اصلاح اور درستی کا دم بھرے یا یہہ ظاہر نہ کرے کہ "کامل انسان یعنی یسوع مسیح کے پورے قد کا اندازہ" ابھی بہت اونچا ہے۔ او اُچھلو اور چڑھو۔ اور بڑھو۔ مسیحی زندگی کا یہہ مطلب نہیں کہ دُنیا کو سلام کہکر اور اُس کے تعلقات کو ترک کرکے۔ اُس کے کاموں سے منہہ موڑ کے۔ اور اپنوں اور بیگانوں سے قطع تعلق کرکے لوگ پہاڑوں کی غاروں کو مسکن اور دشت اور صحرا کی تنہائیوں کو عمر بھر کے لئے پناہ گاہ بناتے پھریں۔ نہیں مسیحی زندگی تو دُنیا ہی میں بسر ہوتی ہے مگر دُنیاوی نہیں ہوتی۔ اور یہہ کتاب جو اس وقت زیر نظر ہے اس پورے قد کی جسکا اشارہ ہم اوپر کر آئے ہیں اس پوری اور کامل زندگی کی۔ اس ہزار پہلو زندگی کی جو دُنیا کی تاریخ میں ایک ہی ہے تشریح کرکے اس کے ایک ایک جزو اور عضو کو جدا جدا کرکے ہمارے سامنے رکھ دیتی ہے اور پھر یوں کہتی ہے۔ اے لڑکے اپنے فرایض یوں ادا کر جس طرح اس یسوع لڑکے نے کئے۔ اے نوجوان۔ اے بڈھے اے رشتہ دار۔ اے آقا۔ اے غلام۔ اے دوست۔ اے اُستاد اے مصیبت زدہ وغیرہ۔ یوں چل یوں اوقات بسری کر۔ "مسیح کا نمونہ" بیشک اِس میں مصنف نے کلام الہی سے لے کر یسوع کی تصویر کھینچی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہہ کتاب اُنگلی لگا لگا کر انجیل پڑھنے والے کو مسیح کی شکل کا ایک ایک خال اور خط دکھا رہی ہے۔ جب ہم اتفاق سے کسی عمارت کو جو اپنی صنعت میں عجوبہ روزگار سمجھی جاتی ہے یا کسی تصویر کو جو اپنے مصور کا کمال ظاہر کرتی ہے دیکھتے ہیں تو ہم یک بیک اُس کی خوبیوں اور باریکیوں اور رنگ آمیزیوں کو نہیں سمجھتے ہم ہمیشہ اس بات کے محتاج رہتے ہیں کہ کوئی شخص ہمکو ایسا ملے جو ایک ایک نظارہ پر اُنگلی رکھکر ہمکو اُسکا سارا حال اور کیفیت بتلائے۔ مسیح کی آلہی خاصیت کی پوری تصویر کلام کے البم میں موجود ہے اور وہ ایسی بے نقص اور کامل ہے کہ اُس سے بڑھکر کوئی انسان نہیں کھینچ سکتا۔ پر اُس کی خوبیوں کا پورے طور پر سمجھ لینا بڑا مشکل کام ہے۔ ہاں اُن میں ایسی وسعت اور گہرائی پائی جاتی ہے کہ نہ وہ انسان کے خیال کے اندازہ میں کبھی سما سکیں اور نہ کبھی سمائینگی۔ توبھی اُن کی شناخت اور عرفان میں ترقی کرتے جانا ممکن ہے اور ہر مسیحی کا فرض ہے۔ یہہ کتاب (جس کا مصنف اُس روح سے معمور ہے جو بصیرت دِل کا توتیا اور کلام حق کے پوشیدہ معانی کو منکشف کرنے والا ہے) یہی کام کرتی ہے اُس کامل انسان کی صورت کا جس کی تصویر کمال خوبصورتی سے اناجیل میں پائی جاتی ہے ایک ایک نقش پڑھنے والے پر ظاہر کرتی ہے۔ ہم تو یہہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس کتاب کو ابھی ابھی پڑھ لیں تاکہ اُس کے پڑھنے کے بعد جب وہ دوسری بار روح کی ہدایت سے اپنے نئے عہدنامہ کو پڑھنے لگیں تو مسیح اُن کو نئی صورت میں دکھائی دے۔ ہاں جی تو یہی چاہتا ہے کہ ہم ورق بورق اُس کتاب کو یہیں نقل کر دیں پر کیا کریں

نور افشاں میں اتنی وسعت نہیں۔ ہم مجبور ہیں کہ اس موقع پر فہرست کتاب پر ہی اکتفا کریں۔ تاہم اس مضمون کے ساتھ ہم چند مختصر مقامات ناظرین کے ملاحظہ کے لئے سلسلہ مراسلات میں درج کریں گے۔ تاکہ وہ مشتے نمونہ خروارے کا کام کر کے پڑھنے والوں پر اس کتاب کی خوبیاں اور فضائل ظاہر کریں۔ فہرست مضامین یہہ ہے (۱) مسیح کا نمونہ خاندانی تعلقات میں (۲) ملکی تعلقات میں (۳) کلیسیا کی شراکت میں۔ (۴) دوستی میں (۵) لوگوں سے ملنے جلنے میں (۶) دُعا کرنے میں (۷) پاک نوشتوں کے مطالعہ کرنے میں (۸) کام کرنے میں (۹) دکھ اُٹھانے میں (۱۰) حُبِ انسانی میں۔ (۱۱) روحوں کو اپنی طرف کھینچنے میں (۱۲) وعظ کرنے میں۔ (۱۳) تعلیم کرنے میں (۱۴) مباحثہ کرنے میں (۱۵) دردمندی میں اور آخر میں مسیح کی تاثیر۔ عام زندگی کے رشتے اور تعلقات ایسے بے شمار ہیں کہ اُن کی کثرت کو دیکھکر اور اُس کثرت کے مقابل میں اپنی ناقابلیت کو دیکھکر لوگ نہایت تحیر اور تعجب سے بول اُٹھتے ہیں۔ کہ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے۔ ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے۔ فہرست مضامین سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی زندگی کے تعلقات عام زندگی کے تعلقات سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور جب عام قسم کی زندگی کے تعلقات کو پورا کرنا ایسا مشکل ہے تو پھر ان تعلقات کو جو مسیحی زندگی سے وابستہ ہیں تمام و کمال انجام دینا کیسا کچھ مشکل کام ہوگا۔ اِن پیچیدہ راہوں میں سے نکالنے کو کون ہمارا پیشوا ہوگا؟ کون اِن فرائض کے متحمل ہونے میں ہمارا مددگار ہوگا؟ مسیح کا نمونہ۔ زندگی کی مشکل رہگذریں۔ اور ہمارے بے شمار فرائض کی دشوار گذار چوٹیاں اسی بدرقہ کے طفیل عبور ہو جاتی ہیں۔ ہم بارہا شکستہ خاطر ہو کر اور اپنی نالائقی کو دیکھکر ٹھہر جاتے ہیں۔ پیچ در پیچ تعلقات کے بوجھ تلے دبکر پسپا ہو جاتے اور اپنی کم مائگی کے سبب ناکامی کی صورت دیکھکر دل سے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں۔ ہاں ہم چاروں طرف سے مایوسی کے دھواں دھار بادلوں سے محیط ہو کر اپنی ساری اُمیدیں منقطع کر بیٹھتے ہیں۔ چاروں طرف سے اندھیرا اور تاریکی۔ جا بجا دیکھو کالی گھٹائیں نظر آتی ہیں۔ اُمید اور کامیابی کا ستارہ کسی سمت چمکتا دکھائی نہیں دیتا۔ پیارے پڑھنے والے بھی ایسے تیرہ و تار عالم میں وہ کونسی چیز تھی جس نے جوش کی بجھی ہوئی آگ کو پھر مشتعل کیا؟ کیا وہ وقت یاد ہے جب اس یاس اور ناامیدی کی شبِ دیجور میں ایک باریک اور چھوٹا سا جگمگاتا ہوا ستارہ اُفقِ آسمانی میں نمودار ہوا جس نے رفتہ رفتہ آفتابِ عالمتاب کی صورت پکڑ کر مایوسی کی رات کو اُمید کا نیا دن بنا دیا اور ایک مرتبہ پھر تیری کمر ہمت کس کر اور سوئے ہوئے جوش کو جولانی میں لا کر تجھے کھڑا کیا۔ کیا یہی پیارا نمونہ نہ تھا؟ مسیح نے ہمارے لئے سب کچھ کیا۔ اور اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہہ کہ جو کچھ ہم کر نہیں سکتے تھے وہ سب کچھ ہمارے عوض میں کیا اور دوسرے یہہ کہ جو کچھ ہمکو مسیحی زندگی کے متعلق کرنا چاہئے۔ وہ سب کچھ کیا۔ اِس آخر الذکر کو اُس کے نمونہ کے مطابق انجام دینا مسیحی زندگی کی غایت اور کمال ہے جو اصطلاح میں تقدیس کے نام سے موسوم ہے۔ یہہ کتاب اس نمونہ کو روشن رنگوں میں ہمارے سامنے لاتی ہے۔

اب ہم دو چار ریمارک اس ترجمہ کی زبان پر پیش کر کے اس مضمون کو بند کریں گے۔ عبارت کی روانی اور سلاست اور نفاست پر کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نظر نہیں آتی کیونکہ جو مقامات اس کتاب کے بطور نمونہ کے پہلے شایع ہو چکے ہیں اور جو اب اس مضمون کے ساتھ سلسلہ مراسلات میں داخل کئے گئے ہیں اُن سے بخوبی ظاہر ہو جائیگا کہ پڑھنے والا اگر اس بات سے واقف نہ ہو کہ یہہ ایک انگریزی زبان کا ترجمہ ہے تو یہی سمجھیگا کہ کسی ہندوستانی مصنف کی نئی تصنیف ہے جس نے مغربی خیالات کو اردو کا لباس پہنایا ہے یا اردو زبان کے دامن کو بیش بہا انگریزی خیالات کے مروارید سے بھر دیا ہے۔ ہم یہہ کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے سے ہمارے بعض بلکہ اکثر منادوں اور واعظوں کو نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ وہ خود گنج مطالب کو حاصل کریں گے اور اوروں کو اس دولت سے متمول بنائیں گے۔ بلکہ وہ زباندانی میں بھی بہت تمتع اُٹھائیں گے۔ اگر مسیحی جماعت ایسے ترجموں کی اور نیز نئی نئی تصنیفوں کی اور عمدہ عمدہ اخباروں کی جیسی چاہئے ویسی قدر کرے تو مترجموں اور مصنفوں کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور وہ اپنی کتابوں کی قدر اور اشاعت کی گرم بازاری دیکھکر زیادہ جانفشانی اور عرقریزی سے محنت کریں گے۔ جو کتابیں آجکل انگلینڈ اور یورپ اور امریکہ میں تصنیف ہو رہی ہیں وہ مسیحی مذہب کی صدیوں کی تاثیر کا نتیجہ ہیں۔ ہندوستان کی کلیسیا کی جو ابھی اپنے زمانہ طفلی بلکہ عالم رضاعت میں ہے خوش نصیبی اور بیدار بختی سمجھنا چاہئے کہ اُسے کلام کے خالص دودھ سے بنی بنائی خوراک ملتی ہے۔ اور اگر ہم اُسے نہ کھائیں تو پھر خوش نصیبی کی جگہہ بدنصیبی اور بیدار بختی کی بجائے اپنی شوربختی سمجھنا چاہئے +

یہہ ترجمہ ہمارے لائق بھائی مسٹر فضل مقیمی لاہور نے کیا ہے۔ خداوند انہیں توفیق دے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس سے بھی زیادہ فائدہ پہنچائیں +

مراسلات

سوال دویم

کیا اس قوم کو جرات اور حوصلہ دینا واجب ہے کہ سب کے سب عیسائی مذہب کو قبول کریں +

Should they as a Community be encouraged to adopt Christianity?

جواب

بلاشبہ اس مظلوم قوم کو حوصلہ اور جرات دلانا مناسب معلوم ہوتا ہو کہ خود تو اُن میں کسی قسم کا حوصلہ کسی قسم کی دلیری اور کوئی توفیق نہیں ہے خود تو یہہ لوگ ایسے تہی دست ایسے تنگ حال ایسے پست ایسے مصیبت زدہ ہر پہلو سے ایسے خستہ حال کہ جسمانی۔ روحانی۔ عقلی۔ اخلاقی۔ مجلسی طور سے ایسے گڑھے میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ ان کا اپنی ذاتی طاقت سے اُٹھنا محال معلوم ہوتا ہے۔ خداوند یسوع اور اُس کے صادق بندوں کے سوا اور کون اُن کو کھڑا کر سکتا ہے؟

خداوند مسیح بھلے چنگوں کو تندرستوں کو شفا نہیں دیتا اور نہ وہ راستبازوں کو توبہ کی منادی کرتا ہے بلکہ بیماروں کو چنگا کرتا اور گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلاتا ہے۔ خداوند مسیح اور اُس کے مذہب میں یہی تو فضیلت اور شرف اور بے بہا جوہر و خاصہ ہے کہ روحانی مُردوں کو زندہ اندھوں کو بینا کمینوں کو سرفراز کرتا اور ایسا کرنے سے خوش اور فاخر ہوتا ہے +

سوال

کس قسم کا حوصلہ اور جرات دلانا واجب ہے؟ ۔

جواب وہی حوصلہ اور جرأت جو مقدس انجیل میں مذکور ہے بلکہ جو خود خداوند مسیح استعمال میں لاتا تھا یعنے دونوں روحانی اور جسمانی حوصلہ و جرأت

اوّل۔ روحانی حوصلہ اور جرأت۔ خداوند مسیح کلام سے۔ کام سے۔ اشرف نمونہ سے۔ غرض ہر طرح سے ہر قسم کے لوگوں کو خاصکر اس دنیا کے گم نام اور ناچیز لوگوں کو واحد خدا اپنے آسمانی باپ کے حقیقی علم کا درس دیتا اور اُن کی روحانی آنکھوں کو روشن کرتا تھا کہ اُس کے نور کو جو خداوند کے چہرہ سے چمکتا تھا دیکھیں کہ اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی تاکہ وے اُس کے نور کے ذریعہ سے اپنی جہالت اور بدحالی کو دیکھکر خودی سے ناخوش ہوں اور آپ کو اُس کے سپرد کریں جو اکیلا اُن کو ہر طرح کی روحانی گندگی سے پاک و صاف کر سکتا ہے اس طرح بے شمار گناہ کے غلام لوگ اُس کی سچائی کی آزادگی میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ بیٹا اور خدا کا کلام بذریعہ روح اقدس انسان کو پاک کر سکتا اور اُس کو گناہ کی غلامی سے آزادی میں بلکہ خدا کے فرزندوں کی آزادی میں لا سکتا ہے کہ یسوع نے اُن یہودیوں کو جو اُس پر ایمان لائے تھے کہا اگر تم میری بات پر ثابت ہو گے تو تم تحقیق میرے شاگرد ہو گے۔ اور سچائی کو جانو گے اور سچائی تم کو آزاد کریگی۔ پس اگر بیٹا تم کو آزاد کرے گا تو تم تحقیق آزاد ہو گے یوحنا کی انجیل ۸ باب ۳۱ و ۳۲ اور ۳۶ آیات۔ پھر دعا میں باپ سے عرض کی کہ ”اُنہیں اپنی سچائی سے پاک کر تیرا کلام سچائی ہے“ یوحنا ۱۷ باب ۱۷ آیت۔

ہمیشہ سے یہہ وقوع میں آتا ہے اور یہہ الٰہی قاعدہ سب ملکوں سب زمانوں سب قوموں پر حاوی ہیگا کہ روح اقدس انسان کو خداوند مسیح کی باتیں جو حقیقی کلام اللہ ہے یاد دلاتا رہتا ہے اور اُس کے نور سے منور کرتا ہے +

دوم جسمانی و دُنیاوی حوصلہ اور جرات۔ ہر قسم کی جسمانی بیماری کو دور کرنا۔ مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی کرنا۔ ماتم پُرسی کرنا۔ بھوکھوں کو بلکہ ہزارہا بھوکھوں کو چند روٹیوں سے آسودہ کرنا۔ ہر قسم کی ہر ایک کی جسمانی مدد کو ہمیشہ طیار رہنا اور کسی کو خواہ کیسا ہی کمینہ کیوں نہ ہو اپنے پاس سے دور نہ کرنا غرض رونیوالوں کے ساتھ رونا اور خوش وقتوں کے ساتھ خوش وقت ہونا خداوند مسیح کی زندگی کا روزمرہ کام تھا اور وہ جسمانی بہبودی میں ہرگز ہرگز جھکتا نہ تھا۔ لہذا یہہ نمونہ ہے کہ جس کی پیروی و تقلید لازمی ٹھہرائی ہوئی ہے کہ ہر زمانہ۔ ہر ملک۔ اور ہر قوم میں مروج ہے کہ جہاں کہیں عیسائی مذہب تشریف فرما ہوا یا ہوتا ہے یا ہوگا اس نمونہ کی تقلید انسب متصور ہے کہ اس کے صادق پیرؤں نے اُسکو مدنظر رکھا اور رکھتے ہیں اور رکھیں گے کہ خداوند نے خود اپنے شاگردوں کے پاؤں دھونے کے بعد اُن سے یوں خطاب کیا ”آیا تم جانتے ہو کہ مینے تم سے کیا کیا۔ تم مجھے اُستاد اور خداوند کہا کرتے ہو تم خوب کہتے ہو کیونکہ میں ہوں۔ پس جبکہ مجھ خداوند اور اُستاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تمہیں بھی لازم ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھوؤ۔ اسلئے مینے تمہیں ایک نمونہ دیا ہے تاکہ جیسا مینے تم سے کیا تم بھی کرو میں تمسے سچ سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے آقا سے بڑا نہیں اور نہ وہ جو بھیجا گیا ہے اپنے بھیجنے والے سے۔ اگر تم یہہ باتیں سمجھتے اور اُن پر عمل کرتے ہو تو مبارک“ یوحنا ۱۳ باب ۱۲ سے ۱۷ تک

یورپ اور امریکہ کے فیاض اور پُرحوصلہ اور دیندار عیسائیوں نے اس الٰہی نمونہ پر عمل کرنے کی بہت کوشش کی ہے کہ دُنیا کے تمام اقوام میں خواہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ انجیل کی زندگی اور روشنی بخش خبر کو پہنچا دیں کہ اُنہوں نے خداوند کے صعودی اور آخری حکم اور وصیت پر عمل کیا ہے کہ ”یسوع نے پاس آکر اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا۔ اس لئے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور اُنہیں باپ اور بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُنہیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر جن کا مینے تم کو حکم دیا ہے عمل کریں اور دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں آمین۔“ متی ۲۸ باب ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ آیات اور جو جو روحانی اور جسمانی فوائد دنیا کو اس فیض بخش مذہب سے حاصل ہوئے ہیں وہ سب پر روشن ہیں۔ اُن کا انکار گویا دوپہر کے سورج کا انکار ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ کے مشنریوں کو جنہوں نے اس کار خیر کا بیڑہ اٹھا اور اپنے ملک اپنے وطن۔ اپنے خویش و اقربا۔ اپنی عیش و آرام بلکہ اپنی زندگی کو بھی اس میں دریغ نہیں کیا شاباش اور مبارک کہتے ہیں۔ خداوند جس کا کام وے کر رہے ہیں اُن کو خود شاباش اور مبارک کہیگا۔ مگر یہاں پر یہہ کہنا بیجا نہیں

کر سالہا سال سے جو کچھ خیر اندیش مشنریوں نے کیا وہ سب اعلیٰ قوموں کی بہتری کے لئے کیا ہے۔ میرا یہہ ریمارک خصوصاً ہندوستان کی اعلیٰ قوموں سے نسبت رکھتا ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کے لئے سکول اور کالج اور شفاخانے۔ زنان خانے وغیرہ قایم کئے گئے ہیں۔ ہندو مسلمانوں کی لڑکیوں کو تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ شہروں میں۔ بازاروں میں انجیلی بشارت فقط ہندو مسلمانوں کو دی گئی ہے غرض بہت کچھ انہیں کے لئے کیا گیا ہے اور مظلوم قوم کی طرف بہت ہی کم توجہہ رہی ہے۔ البتہ تھوڑے عرصہ سے پنجاب میں بلکہ تمام ہندوستان میں قریباً تمام مشنری جماعتوں کا قصد و ارادہ۔ توجہہ و میلان اس مظلوم قوم کی طرف رجوع ہوا ہے اور ہم چاروں طرف سے خبریں سُنتے ہیں کہ یہہ غریب اور خستہ حال قوم انجیلی بشارت کو خوشی سے قبول کرتی اور خداوند آفتاب صداقت سے جس کے طلوع میں صحت ہے شفا پاکر تندرست ہوتی جاتی ہے۔ مگر بہت کچھ باقی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے دینداروں کو لازم ہے اور تمام مختلف مشنری جماعتوں کا فرض ہے کہ جہاں جہاں اس قوم میں خداوند کا صحت بخش کام جاری ہوا ہے وہاں تمام کمتیوں کو بھر نیکی حتی المقدور سعی و کوشش کریں۔ سب سے بڑی کمتی تعلیم کا نہ ہونا ہے۔ ہم خوشی اور شکر گذاری سے سُنتے ہیں کہ پنجاب میں۔ بعض جگہوں میں اس قوم کے عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے اور نتیجہ اظہر من الشمس ہے مگر بعض ذی اختیار صاحبان اس کی عدم ضرورت کی نسبت بہت زور مارتے اور دلایل پیش کرتے ہیں کہ فطرت کو۔ نیچر کو کام کرنے دو۔ اور سب کچھ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جاویگا۔ میرا جواب صرف ایک ہی ہے سوال۔ کیا کوئی کسی ملک۔ کسی زمانہ۔ کسی قوم کی تواریخ سے ثابت کرسکتا ہے کہ عیسائی مذہب نے۔ اس کے صادق مقلدوں نے کسی قوم کے لوگ کو بپتسمہ کے بعد فطرت اور نیچر کے حوالہ کر دیا اور اُس کی روحانی اور جسمانی ترقی کے لئے سعی و کوشش نہیں کی؟ کوئی صاحب جواب میں حبشی خوجہ اور فیلبوس کا حوالہ نہ دے کیونکہ ایسے ایسے شاذ و نادر حوالے فقط مستثنیٰ ہیں اور استثنا قاعدہ کو قایم کرتی ہے۔ قصہ کوتاہ اس قوم کو جو حوصلہ اور جرأت درکار ہے اور جو دستیاب ہو سکتی ہے دینی چاہئے۔ سب سے پہلے تعلیم کا سلسلہ جس میں تعلیم نسوان شامل ہے نہایت ضروری ہے جس کی غفلت سے ان لوگوں میں بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ سعدی کے قول میں کہ "بے علم نتواں خدارا شناخت" بڑا زور ہے۔ میں اپنے تجربے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں کچھ عرصہ سے کام کرتا ہوں کہ اگر ان کی تعلیم کا حال ایسا ہی رہا جو آجکل ہے تو ترقی کے عوض تنزل کا خوف ہے۔ ترقی فقط تعداد کے بڑھنے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ روزمرہ زندگی کی تبدیلی سے اور اگر زندگی میں تبدیلی نظر نہ آوے تو عیسائی مذہب کی فوقیت کہاں۔ عیسائی مذہب ہمیشہ تعلیم اور تہذیب کو اپنے ساتھ ساتھ رکھتا اور زندگی کو بدلتا رہتا ہے + (باقی آیندہ)

دیانندی آریوں کا نئی مے کو پُرانی مشکوں میں بھرنے کی کوشش کرنا

ہندو پنڈتوں کا ویدوں کی نسبت یہہ خیال ہے کہ دُنیا کے شروع میں برہمانے چار وید اپنے چار مونہوں سے رشیوں کو سکھلائے۔ اور اُن رشیوں نے اُن کو لکھدیا مگر پنڈت دیانند اُن کے اس خیال کو ہنسی میں اُڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ برہما ایشور نہیں تھا بلکہ صرف ایک راجہ تھا وہ ویدوں کا مصنف نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود ان کا سیکھنے والا تھا پنڈت دیانند ویدوں کو ویسا ہی ازلی مانتا ہے جیساکہ ایشور آپ ازلی ہے کیونکہ یہہ ایشور کا گیان ہیں اور اسی صورت میں خدا نے اس دُنیا کے لئے پہلے پہل چار شخصوں یعنے اگن۔ وایو۔ سورج۔ اور انگرہ کو سکھلایا اور ان میں سے ہر ایک نے خدا سے ویدوں کو سیکھ کر ایک ایک وید لکھ دیا پنڈت دیانند بتلاتا ہے اسکو ۱۹۶۰۸۵۲۹۷۵ برس ہو چکے ہیں ۱۸۹۲ء کے آریہ میگزین میں ۱۹۶۰۸۵۲۹۸۴ برس بتلائے گئے تھے اس پر اخبار انڈین اسپکٹیٹر کے اڈیٹر نے نہایت عمدہ ریمارک دیا ہے کہ جس کو ہم اپنے ناظرین کی توجہہ کے لئے یہاں نقل کرتے ہیں " اس قدر اعداد کو دیکھکر انسان کی طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ غضب کی ریاضی چھانٹی ہے۔ باقی قوموں کے سن تو بحساب صدیوں کے شمار ہوتے ہیں لیکن آریاؤں کا سن کروڑہا سالوں کے حساب سے گنا جاتا ہے گویا کہ یہہ انکا ۱۹۶ داں کروڑ ہے اس مہیب سن کے مقابل میں عیسوی اُنیسویں صدی کیا حقیقت رکھتی ہے لیکن طرفہ یہہ ہے کہ اس قدر کروڑہا سالوں کے بعد بھی ہندو اس حالت تک نہیں پہنچے جو حالت یورپ کی زمانہ جہالت میں تھی اس زمانہ اور اُس سے کسیقدر بعد بھی یورپ میں عورتوں کا مرتبہ وہی تھا جو آج کل ہمارے ملک میں ہے۔ چنانچہ اُس وقت کی بہت سی کتابوں میں عورتوں کو جن طعنہ آمیز کلمات سے یاد کیا گیا ہے اُن کا نمونہ ہندوؤں کی بہت سنسکرت کتابوں میں بھی ملتا ہے مگر جس عورت کو کسی زمانہ میں یورپ میں کمزوری کا پتلا تصور کیا جاتا تھا اُسے اس وقت مردوں سے زیادہ پاک اور عصیم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن کیا ہندوستان میں ابھی تک عورت کو قدیم نظر سے نہیں دیکھا جاتا؟ اگر ایسا ہوتا تو شادی بچگی کی حمایت میں یہہ دلیل کہ بغیر اس قسم کی شادی کے ہماری عورات آوارہ ہو جاویں گی ہرگز پیش نہ کیجاتی۔

اگر عورت کے درجہ سے بھی شایستگی کی کسیقدر آزمایش کی جاسکتی ہے تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آریہ دہرم کی ۱۹۶ کروڑ برس کی زندگی نے اہل ہند میں تہذیب کا دم نہیں پھونکا جہاں یورپ میں ہر سال عورات کے حقوق میں افزودی کی جاتی ہے اور اُن کو اُن بعض قیود سے جو اُن کی

ترقی کی طرح ہو رہی تھیں رہائی دیجاتی ہو وہاں ہندوستان میں عورتوں کے سکول بباعث بچگی کی شادی کے رواج کے کچھ مفید نہیں ٹھہر سکتے یورپ میں تو عورات کو مردوں کا سچا رفیق سمجھا جاتا ہو اور ہندوستان میں ان کا غلام یا خدمتگار یا کھلونا گنا جاتا ہو اور بجائے اس فرق کے رفع کرنے کے جو مدت سے دونوں ذاتوں میں چلا آتا ہو دنوں دن اُسے بڑھاتے جاتے ہیں اس لئے ہم صاف کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کے دس سال سناتن دہرم کے لاکھوں سالوں سے بڑھکر ہیں۔ ہندوستان کے ۱۹۷ کروڑ سال یورپ کی ۱۹ صدیوں کے مقابل میں کچھ بھی چیز نہیں ہے

ویدوں کی ازلیت کو ثابت کرنے کے لئے پنڈت دیانند نے جو دلیل ستیارتھ پرکاش کے پوروماں سے لیکر پیش کی ہو وہ ایسی لغو اور پوچ ہو کہ اُس کو پڑھکر خواہ نخواہ ہنسی آتی ہو وہ دلیل یہہ ہو کہ وید ویسے ہی ازلی ہیں جیسا کہ شبد ازلی ہو مثال کے لئے وہ لفظ گاؤ کو لیکر وہ کہتا ہو کہ گ اور آ کی آوازیں پہلے سے موجود تھیں چار شخصوں دیعنے اگنی۔ وایو۔ سورج اور انگرا) نے ان کو ملا دیا اور لفظ گاؤ ہو گیا وہ بتلاتا ہو کہ تمام آکاش ان آوازوں سے بھرا ہوا ہو جب کبھی کوئی آدمی کچھ بولنا چاہتا ہو تو وہ حرف جس آواز کو چاہتا ہو انتخاب کر لیتا ہو اور جس طرح اُس کی مرضی ہوتی ہو ترتیب دیکر الفاظ اور فقروں کو بنا لیتا ہو جو ہیں کوئی آواز اپنا کام کر چکتی ہو اُسی وقت وہ اُن سے کہ جن کے ساتھ عارضی طور پر ملائی گئی تھی جدا ہو جاتی ہو اور آکاش میں اپنی جگہہ پر چلی جاتی ہو تاکہ ضرورت کے وقت پھر استعمال کی جا سکے۔

پیارے ناظرین ایسے بڑھکر لغو دلیل ویدوں کی ازلیت کی نسبت اور کیا ہو سکتی ہو اس دلیل کے مطابق تو ہیر اور رانجھے کا قصہ اور گندی سے گندی کتاب بھی ازلی ثابت کی جا سکتی ہو ہم نہیں جانتے کہ ہمارے آریہ بھائی تعلیم یافتوں میں قدم رکھکر بھی ایسی ایسی لغو اور واہیات دلایل کو کیونکر سچ مانتے چلے جاتے ہیں؟۔

علاوہ اس کے ویدوں کے منتروں سے بھی یہہ بات ثابت ہو سکتی ہو کہ وید ازل سے نہیں ہیں کیونکہ اُس میں بعض ایسے منتر پائے جاتے ہیں کہ جن کو زبان کے علم کی تحقیق کرنے والوں نے بتلایا ہو کہ وہ بہ نسبت اور منتروں کے بہت عرصہ بعد لکھے گئے یہاں تک کہ کئی منتر کی نسبت کہا جاتا ہو کہ وہ اُس وقت تصنیف کئے گئے جبکہ آریا ہندوستان میں آ چکے تھے اور یہاں کے اصلی قوموں کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے +

اگر خدا کی مرضی ہوئی تو ہم اگلے ہفتے زیادہ واضح طور سے ثابت کرینگے کہ آریاؤں کا ویدوں کی ازلیت اور اُنکے سب سے قدیم کتاب ہونے کا دعویٰ بالکل لغو اور پوچ ہو +

+

آرمینیا کے مظالم کا اصلی باعث

اخبار لایف آف فیتھ مطبوعہ ۲۲ جولائی سنہ رواں میں ایک خط کسی نوجوان آرمنی طالب العلم کا طبع کیا گیا ہو یہہ خط آرمینیا کے کسی ایسے حصہ میں سے لکھا ہوا ہو جہاں کشت و خون کا طوفان برپا رہا ہو۔

یقین ہو اسکا ترجمہ مسیحی صاحبان اور اُن کلیساؤں کے لئے جو ان مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے چندہ دے رہے ہیں دلچسپ ہوگا۔ محمدیوں پر اپنے مذہبی بھائیوں کی وحشت کا حال تھوڑا بہت روشن ہوگا۔ اور ہندو صاحبان اس سے یہہ ضروری نتیجہ نکال سکیں گے کہ اگر آج ہندوستان میں اسلام کا راج ہو جائے تو ان لوگوں سے کس قسم کے سلوک کی توقع ہو سکتی ہو۔

بعض اوقات نور افشاں کے نامہ نگار آرمنی شہیدونکو "تیغ اسلام کے کشتگان" کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ یہہ الفاظ ہندوستان کے صلح پسند محمدیوں کو سخت ناگوار گذرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ بجائے ایسے کلمات استعمال کرنیکے اگر اصلی واقعات پیش کئے جائیں تو محمدی صاحبان اسلام کی فضیلت کی بابت خود فیصلہ کر لیں +

یہہ آرمنی جوان یوں رقمطراز ہو۔ کہ

میرا ماموں گولی سے مارا گیا۔ بعد میری خالہ اور اُسکا خاوند اور بال بچے اپنے مکان میں جلا دئے گئے۔ اُسی روز نوسو چھپن ۹۵۶ مسیحی مرد عورت اور بچے ترکوں کی وحشت کا لقمہ بنے۔ اُس مقاتلہ کے روز سب ملا کر میرے تینتیس ۳۳ قریبی رشتہ دار مارے گئے۔ سات مہینوں سے میں اُن عزیزوں اور اُن کے تباہ حال اور یتیم بچوں پر آنسو بہا رہا ہوں۔ اُن کی تکالیف کی تحریر کا کس قلم کو یارا ہو اور کون زبان اُن کا بیان کر سکتی ہو؟ مقتولوں کی لاشیں کئی روز تک کوچوں میں پڑی رہیں اور کتے اُن کو کھا گئے لیکن میں کچھ اور بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کاش مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ایکقلم سے مجھے خط ملا ہو کہ میرا ایک ہی حقیقی بھائی جو گذشتہ مقاتلہ سے بچ نکلا تھا اب مارا گیا ہو۔ وہ محنت مزدوری کرنیکی خاطر کسی انگورستان میں گیا۔ وہاں مسلمانوں نے حملہ کر کے اُس کو گولی سے مار ڈالا اور بعد ازاں اُس کا گلا کاٹ دیا۔ وہ ایک نیک مسیحی شخص تھا۔ اُس نے کبھی کسی کا نقصان نہ کیا۔ جب میں اپنے بھائی کی موت کا خیال کرتا ہوں کہ کیونکر اُس کی لاش خون میں غلطان ہوگی اور کہ ہمارے والدین کو کیسا سخت صدمہ پہنچا ہوگا تو اگر میرا ایمان خدا پر نہو تو ضرور میرے دماغ میں فتور ہو جائے۔ میرے بھائی کو بیبل پڑھنے کا کمال شوق تھا۔ اور ہر ایک غم کے وقت یہی کتاب اُس کی تسلی کا باعث تھی۔ وہ دعا مانگنے والا شخص اور سرگرم مسیحی تھا۔ اُس کی فروتنی۔ نیکدلی۔ فیاضی اور خوشنامی سب پر روشن تھی۔

عزیز دوستو ذرا ہمارے گرجوں کی حالت دیکھو۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کی تکفیر کرنے والوں نے اُن کو

برباد کر دیا ناپاک کر دیا اور لوٹ لیا ہے۔ مسیحی جماعتیں قتل ہو کر یا منتشر کی گئیں۔ اب یہہ حال ہے کہ تمام مسیحی ایک ہی مکان میں جمع ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ سال گذشتہ میں چار گرجے بھی کافی نہ تھے۔ کہتے ہیں کہ ترکوں نے ہمارے گرجا میں گھس کر صلیب کو ممبر پر سے اُٹھایا اور اُس کو کفر بکتے اور یہہ پکارتے ہوئے پرزے پرزے کر ڈالا کہ "اے اِس کتاب اور مکان کے مالک! اگر تجھ میں طاقت ہے تو آ اور ان کو ہمارے ہاتھوں سے چھوڑا۔ ہمارا نبی محمد مسیحی لوگوں کے یسوع پر غالب آیا ہے"۔ انہی آخری الفاظ کے نعرے مارتے رہے وہ قتل کرتے چلے گئے۔ ہمارے عزیز دوست طرح طرح کی اذیتوں سے قتل کئے گئے۔ گولی سے مارے گئے۔ تہہ تیغ کئے گئے۔ کٹاری اور کرچ نے اُن کا خون چکھ لیا۔ گلا گھونٹ کر دم بند کئے گئے۔ اُن کے مکانوں کو آگ لگا کر اُن کو بھی ساتھ ہی جلا دیا گیا۔ قید خانہ میں کلہاڑی سے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اُن کو مجبوراً زہر کا پیالہ پلایا گیا۔ گرم لوہے سے داغ داغ کر مارے گئے۔ اگر میں آپکو بتاؤں کہ کتنی زبانیں اور ناک اور کان قلم کئے گئے تو آپ حیران پریشان رہجائیں۔ اگر آپ دریافت فرمائیں کہ اِس قتل عام کا کیا باعث ہے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ ہم عیسائی ہیں۔ ترکوں نے کہا کہ "اگر تم محمد کو مانو تو ہم تمکو نہیں ماریں گے"۔ ہم خوشی مناتے ہیں کہ ہم میں سے بہت ہی تھوڑے لوگوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر مسیح کا انکار کیا ہے۔ جیسا قدیم زمانہ میں تین جوانوں نے شاہ بابل کو جواب دیا تھا اُسی طرح ہم لوگوں نے اپنے ایذا دینے والوں کو دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ جیسا اُس وقت ہمارا خداوند اُن جوانوں کے ساتھ آگ کی بھٹی میں موجود تھا اب بھی اپنے شہیدوں کے ساتھ رہا ہے۔ دُنیا کی قومیں کاہن اور لاوی کی طرح ہمیں دیکھکر پاس سے گذر گئیں۔ لیکن امریکہ اور انگلستان اور جرمنی کے مسیحیوں نے ہماری مدد کی ہے۔ ہم ان دور ملکوں کے دوستوں کا شکریہ کیونکر ادا کریں۔ اگر یہہ لوگ مدد کا ہاتھ نہ بڑھاتے تو ہم بالکل برباد ہو جاتے۔ خدا سب خوشی سے دینے والوں اور سرگرم کارندوں کو برکت دے۔ آج کے دن اس ملک میں ہزاروں خستہ حال سختی کے ماروں کی یہی دعا ہے۔ لیکن ہمیں اصلی اُمید خدا ہی سے ہے۔ انسان کا اعتبار ممکن ہے کہ جاتا رہے لیکن خدا ہمارا خداوند یسوع ہمیشہ وفادار ہے۔ وہی ہمیں ہر ایک آفت سے بچائے گا۔ وہی ہماری جانوں کو محفوظ رکھیگا۔ ہمارے ساتھ ملکر ہمارے ایذا رسانوں کیلئے دعا کرو کہ وہ بھی مسیح پر ایمان لائیں۔ اگر تمام دُنیا کے مسیحی ملکر اس طور پر دعا مانگیں تو کیا ہم بہت جلد سب مسلمانوں کو مسیحی نہ دیکھیں گے؟"۔

ناظرین! اس آخری دعا میں اور ترکوں کی خونریزی میں کیسا عجیب مقابلہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف تلوار لوٹ مار اور برباد کئے ہتھیار۔ دوسری جانب دستِ دُعا خدا کی طرف دراز ہے۔ سچ ہے۔ انسان اپنے معبود کی صورت پر بنتا جاتا ہے +

عنایت اللہ ناصر

مسیح کا نمونہ

ہم جیسا اپنے اڈیٹوریل میں کہہ آئے ہیں دو مقامات اس جگہ کتاب "مسیح کا نمونہ" سے اقتباس کرتے ہیں۔ مگر یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ موتی ایک سلک میں سے نکالے ہوئے ہیں۔ کتاب کی خوبی کا ٹھیک موازنہ صرف اُسی وقت ہوگا جبکہ کل کتاب نظر سے گذریگی۔ اڈیٹر

خاندانی تعلقات میں

البتہ اُس کے کام کی صورت نے یسوع کو عیال دار بننے سے باز رکھا اور اسباب کی طرف بعض اوقات اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہہ کوتاہی اس نمونے میں جو اس نے ہمارے لئے چھوڑا ایک قسم کا نقص ہے اور اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ زندگی کے اس نہایت ہی مقدس رشتہ میں ہماری پیروی کے لئے اس کا نمونہ موجود نہیں ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس اعتراض میں کسی قدر جان معلوم ہوتی ہے لیکن یہہ ایک عجیب بات ہے کہ اس رشتہ کی نسبت جو سب سے عمدہ نصیحت درج ہے وہ براہ راست اسی کے نمونے لی گئی ہے۔ نکاح کے رشتے کی نسبت جو نہایت ہی گہرے اور پاک الفاظ آج تک لکھے گئے ہیں یہہ ہیں "اے مردو اپنی جوروؤں کو پیار کرو جیسا مسیح نے بھی کلیسیا کو پیار کیا اور اپنے تئیں اُس کے بدلے دیا تاکہ اُس کو پانی کے غسل سے کلام کے ساتھ صاف کر کے مقدس کرے اور اُسے اپنے پاس ایک ایسی جلال والی کلیسیا حاضر کرے کہ جس میں داغ یا چین یا کوئی ایسی چیز نہ ہو بلکہ مقدس اور بے عیب ہو" (افسی ۵: ۲۵ و ۲۶ و ۲۷) +

بچوں کے ساتھ جو محبت اُسے تھی اور وہ آلہی الفاظ جو اُس نے ان کے حق میں لکھے اگرچہ اُن کی نسبت یہہ نہیں کہہ سکتے کہ ان الفاظ نے والدین کے دل میں بچوں کی محبت کا بیج بو دیا تاہم اتنا تو ضرور کہینگے۔ کہ ان سے یہہ محبت گہری اور شائستہ ہو گئی ہے وہ محبت جو غیر مسیحی ماں باپ کو اپنی اولاد سے ہے محض ایک وحشیانہ اور حیوانی میلان یا رغبت کی مانند ہے مقابلہ اس محبت کے جو مسیحی گھروں میں راج کرتی ہے اس نے بچوں کو ادنیٰ حالت سے اُٹھایا جیسے کہ اس نے اور بہت سی ایسی ہی کمزور اور ذلیل چیزوں کو اُٹھایا اور انہیں وسط میں عزت کے مقام پر کھڑا کیا اگر زمینوں پر ننھے ننھے پاؤں کی آہٹ اور گھروں میں توتلی آوازوں کی صدا ہمیں راگ کے شیریں اور دل لبھانے والے نغمے کی مانند معلوم ہوتی ہے اور اگر چھوٹی چھوٹی انگلیوں کے چھونے اور پیارے پیارے باریک ہونٹھوں کے بوسے ہمارے دلوں میں دعا اور شکرگذاری کے بہاؤ کو حرکت دیتے ہیں تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ زندگی کے اس نور و فرحت کے لئے ہم یسوع مسیح کے ممنون احسان ہیں جو یہہ کہہ کر کہ "چھوٹے بچوں کو میرے پاس آنے دو" اُس نے گویا کلیسیا میں

اور والدین کو خادمان دین میں بدل دیا - بلکہ یہہ بھی کہا جا سکتا ہو کہ مسیحی تاریخ میں اس نے اس ذریعہ سے اسی قدر شاگرد کئے ہیں جس قدر کہ خود انتظام کلیسیا قایم کرنے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یسوع کے اقوال کی تعلیم دینے والی ماؤں کی نصیحتوں اور مسیحی بزرگوں کی پاک زندگیوں نے مسیحی مذہب کی ترقی میں اُسی قدر مدد دی ہو جس قدر فصیح البیان واعظوں اور بڑے بڑے مجمعوں کی عبادتوں نے - کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہو کہ جب بیوفا خادموں اور دُنیا پرست اہل کلیسیا کی شرارتوں سے جنہوں نے کلیسیا کو شیطان کی جماعت بنا دیا مسیح کا مذہب کلیسیا میں سے نکالدیا گیا تو اُس کو مسیحی گھر میں پناہ ملی - بڑے بڑے مسیحی علما و فضلا میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو گا جس کے دل میں مذہبی خیالات نے بچپن کے خانگی حالات کے اثر سے گہری جگہہ حاصل نہ کی ہو +

مسیح کا نمونہ دُعا کرنے میں

ہم یسوع کو ایسے موقع پر بھی جب وہ آزمایش میں داخل ہونیکو ہو تا خاص کر دعا میں مشغول دیکھتے ہیں اُسکی زندگی بھر میں دعا کا سب سے بڑا سین (نظارہ) بلا شبہہ گتسمنی ہو جب ہم اُس کے پیچھے پیچھے باغ میں داخل ہوتے ہیں تو ہمیں اس سین پر نظر کرتے بھی خوف معلوم ہوتا ہو کیونکہ بہت مقدس اور ہماری سمجھ سے باہر ہو - اور جب ہم ان دعاؤں کو جو زمین سے جہاں وہ پڑا ہوا اُٹھتی ہیں سنتے ہیں تو ہمارے دل کانپ جاتے ہیں ایسی دعائیں کبھی سننے میں نہیں آئیں گو ہم ان کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے - تو بھی ان سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں - مگر فی الحال ایک سبق کافی ہو - کہ اُس نے اس موقعہ پر امتحان میں پڑنے سے دُعا مانگی کیونکہ باغ کے دروازے پر پہنچکر جان کنی کے دور ہونے کے بعد اُس نے کہا - "یہہ تمہاری گھڑی اور ظلمت کا اختیار ہو" (لوقا ۲۲: ۵۳)

یہہ زمین اور جہنم کے اختیار والوں کے ساتھ اُس کے آخری جنگ کا اختیار تھا لیکن اُس نے باغ میں دُعا مانگ کر پہلے ہی سے اپنے آپ کو اس کشمکش کے لئے مستعد کر لیا تھا اور اس لئے وہ اس تمام جد وجہد میں سے جو اُس کے بعد وقوع ہوا مستقل مزاجی اور کامل کامیابی کے ساتھ گذر سکا - اُس کی فتح دعا کی طاقت تھی +

اگر ہمارے خداوند کی زندگی کا کوئی اور موقعہ دُعا کے لحاظ سے اس موقعہ کی برابری کر سکتا ہو تو وہ سب سے آخری موقعہ ہو - یسوع نے دعا مانگتے ہوئے جان دی - اُس کے آخری الفاظ دعا کے الفاظ تھے - زندگی بھر کی عادت موت کے وقت بھی نہ چھوٹی - شاید موت ہمیں ابھی دور معلوم ہو - مگر یہہ موقعہ ہم پر بھی آنے والا ہو - بھلا ہمارے آخری الفاظ کیا ہوں گے ؟ کون بتا سکتا ہو ؟ لیکن اگر ہماری روح میں دُعا کی عادت نے گھر کر لیا ہو تو کیسی اچھی بات ہوگی - کہ دعا کے الفاظ آخری دم طبعی طور پر ہمارے مُنہہ سے نکلیں - بہت لوگ اس دُنیا سے گذر گئے اور اس وقت مسیح کے آخری الفاظ اُن کی زبان پر تھے ایسا کون ہو جس کے دل میں یہہ ہوس نہو کہ کاش میری زبان پر بھی یہی الفاظ ہوں "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں" -

کیونکہ یہہ ہو نہیں سکتا کہ تم اُن کے لئے دعا مانگو اور کسی مقدار تک خود اسی فعل سے اُن کو حاصل نہ کرو - خدا کی طرف روح کو اُٹھانے سے روح کو ایک قسم کی تسکین اور شرافت حاصل ہوتی ہو - میرے نزدیک یہی بات تھی جو مسیح کی تبدیلی صورت کا آغاز تھی - باپ کے ساتھ جو رفاقت اُس کو حاصل تھی اُس کی محویت اور خوشی سے اُس کی صورت بھی حسن و جلال سے منور ہو گئی - گویا کہ اس طور سے باطنی جلال کو پھوٹ نکلنے کی راہ مل گئی - کسی حد تک یہہ بات ان سب لوگوں پر جو دُعا مانگتے ہیں واقع ہوتی ہو +

بقیہ

کیا قرآن میں کتب مقدسہ بائیبل کی تحریف کا دعویٰ ہو؟

۱۲- نساء ۷- رکوع ۴۴- مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا +

ترجمہ - وہ جو یہودی ہیں بے ڈھب کرتے ہیں بات کو اُس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سُن نہ سنایا جائیو اور راعنا موڑ دیکر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین میں اور اگر وہ کہتے ہم نے سُنا اور مانا اور سُن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا اُن کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی اُن کو اللہ نے اُن کے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم -

تفسیر درِ منثور میں ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یوں روایت کی ہو -

واخرج ابن ابی حاتم عن ابن زید فی قوله یحرفون الکلم عن مواضعه قال لا یضعونه علی ما انزل الله -

ترجمہ - یہہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہہ کہ تحریف کرتے ہیں کلموں کو اُن کی جگہہ سے" اس کے یہہ معنی ہیں کہ جس طرح پر اللہ نے ان کو اُتارا ہو اُس طرح پر اُن کو نہیں رکھتے -

امام فخر الدین صاحب رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں -

فان قیل کیف یمکن هذا فی الکتاب الذی بلغت احاد حروفه وکلماته مبلغ التواتر المشهور فی الشرق

والغرب قلنا لعلہ یقال القوم کانوا قلیلین والعلماء بالکتاب کانوا فی غایتہ القلہ فقدروا علیٰ ھذا التحریف الثانی ان المراد بالتحریف القاء الشبہتہ الباطلتہ والتاویلات الفاسدۃ وجرا للفظ من معناہ الحق الی الباطل بوجوہ الحیل اللفظیۃ کما یفعلہ اھل البدعتہ فی زماننا ھذا بالایات المخالفتہ لمذھبہم ھذا وھوالاصح۔

ترجمہ۔ پس کس طرح ممکن ہی تحریف ایسی کتاب میں جس کے ہر حرف اور کلمے تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے ہیں۔ (پہلا جواب) شاید یوں کہا جا سکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے۔ اور عالم کتاب الٰہی کے بہت کم تھے۔ پس ایسی تحریف کر سکے۔ (دوسرا جواب) تحریف سے مراد ہی جھوٹے شبہوں کا ڈالنا اور غلط تاویلوں کا کرنا۔ اور لفظ کو صحیح معنوں سے جھوٹے معنوں کیطرف کھینچنا لفظی حیلوں سے۔ جیسے کہ اس زمانہ کے بدعتی اپنے مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اسکو سمجھو اور یہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہی۔

تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہی۔

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا۔ بعضے ازاں کسانیکہ بدین یہودیہ متدین شدہ اند۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ۔ میگردانند کلمہا را و تغییر میدہند۔ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ از اماکن آن مراد تحریف نعت پیغمبر ست یا تاویل کلمات توریت را بر وفق رائے و طبع خود۔ یا تغیر کلام پیغمبر یا کتمان آیت رجم۔ آوردہ اند کہ زمرہ از یہود کلارگ حضرت رسالت پناہ می آمدند و جواب آنحضرت را از امریکہ سوال کردہ بودند بقبول تلقی مینمودند و از مجلس ایشان منحرف شدہ بہل کلمات متغیر کہ ایشان را محرف مے ساختند لاجرم پردہ از روئے کار ایشاں برداشتہ فرمود کہ دشمنان شما یہودی سخنان ترا اے حبیب من از مواضع آن تحریف میکنند۔ وَيَقُوْلُوْنَ۔ و میگویند سَمِعْنَا۔ شنیدیم قول ترا۔ وَعَصَيْنَا

و نافرمان کردیم امر ترا۔ ولفظ وعصینا آشکارا میگفتند از روئے عناد۔ و در تیسیر گوید اظہار اطعنا و اضمار عصینا میکردند۔ و حقیقت آنست کہ زبان مقال ایشان سمعنا میگفت و لسان حال ایشان بعصینا ناطق بودہ۔ و دیگر میگفتند۔ وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ۔ بشنو در حالیکہ غیر شنوندہ شدہ باشی۔ این کلمہ ذو وجہین است روئے مدح دارد۔ و روئے در ذم۔ وجہ مدح آنست کہ اسماع دشنام دادن باشد پس معنی کلمہ این ست کہ دشنام دادہ شنوندہ کردہ نباشی و بریں تقدیر دعا باشد۔ و وجہ ذم چنانست کہ اسماع شنوانیدن بود میگویند کہ بشنو غیر شنوانیدہ شدہ یعنی اصم و این دعا علیہ باشد یہود وجہ مدح اپرہ نفاق میساختہ اند و مطمح نظر ایشان وجہ مذمت بودہ۔ و دیگر میگفتند۔ وَرَاعِنَا۔ و این کلمہ نیز محتمل الوجہین ست۔ وجہ مدحش آنکہ از مراعات باشد یعنے نگاہ دار ما را و در ما نگر۔ و وجہ ذمش آنکہ از رعونت و حمق بود و مراد یہود نسبت رعونت بودہ بران حضرت۔ و گفتہ اند یہود اشباع میکردند کسرہ عین را و راعینا میگفتند یعنے اے شبان بالتعریض میگردند آن حضرت را برعی غنم و بہر تقدیرے این کلمہ میگفتند۔ لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ۔ درحالیکہ گردانیدن و پیچانیدن سخن بزبانہائے خود یعنے فعلیکہ از مراعات ست بلغت عرب آنرا برعونت رد میکنند بزبان خود۔ یا لسان عرب را بقصاحت او مے پیچانند و بطریق لحن راعینا میگویند و بآن ذم آن حضرت میخواہند۔ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ۔ وقدح و طعن در دین اسلام یعنے دینے کہ پیغمبر الشبانی منسوب بود آیا چہ دین خواہد بود و حال آنکہ ایشان بشبانی موسیٰ معترف بودند۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا۔ و اگر ایشان گفتندے سَمِعْنَا۔ شنیدیم سخن ترا۔ وَاَطَعْنَا۔ و فرمان بردیم امر ترا۔ وَاسْمَعْ۔ بشنو سخن ما را۔ وَانْظُرْنَا۔ و در ما نگاہ کن لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ ہر آئینہ این گفتار بودے بہتر مر ایشان را از استہزائے سید انام و طعن در دین اسلام۔ وَاَقْوَمَ

و راست تر بودے سخن ایشان۔ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ و لیکن براندہ است خدائے ایشان را از رحمت خود دور کردہ۔ بِكُفْرِهِمْ۔ بسبب کفر ایشان و مجازات بر آن۔ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔ پس نمے گروند ایشان اِلَّا قَلِيْلًا۔ مگر گرویدنی اندک یعنے ضعیفی۔ الخ۔

عبدالقادر دوسرے فائدہ میں یوں لکھتے ہیں۔

راعنا لفظ بولتے تھے اس کا بیان سورہ بقر میں ہوا۔ اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے سنا ہم نے۔ اُس کے معنے یہہ ہیں کہ قبول کیا۔ لیکن آہستہ کہتے کہ نہ مانا یعنے فقط کان سے سنا اور دل سے نہ سنا۔ اور حضرت کو خطاب کرتے تو کہتے۔ سن نہ سنایا جایو۔ ظاہر میں یہہ دعا نیک ہی کہ تو ہمیشہ غالب رہے کوئی تجھہ کو بری بات نہ سنا سکے۔ اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرا ہو جائے۔ ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب دیتے۔ کہ اگر یہہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کرتا وہی اللہ صاحب نے واضح کر دیا۔

پس ظاہر ہی کہ قرآن میں کتب سماوی کی تحریف کی طرف اشارۃ تک بھی نہیں ہی۔ بلکہ جیسا کہ آیات قرآنی مذکورہ کے بیان و تفسیر حسینی و عبدالقادر کے دوسرے فائدہ

حاشیہ۔ بقر رکوع ۱۳۔ ترجمہ اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو۔ اس آیت کا دوسرا فائدہ عبدالقادر لکھتے ہیں۔ یہود پیغمبر کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کلام فرماتے بعضے بات جو سنی ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے راعنا یعنے ہماری طرف بھی متوجہ ہو۔ ان سے مسلمان بھی سیکھہ کر کسی وقت یہہ لفظ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو اُس کے بھی معنے یہی ہیں اور آگے سے سنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کو اس لفظ کہنے میں دغا تھی وہ اسکو زبان دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا یعنے ہمارا چرواہا۔ اور اُن کی زبان میں۔ راعینا احمق کو بھی کہتے تھے +

سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ چند کس یہود مدینہ اغلباً اُن پانچ رئیس یہود مدینہ میں سے کئی ایک محمد صاحب کی مجلس میں جاکر بیٹھتے تھے۔ اور پکار کر تو کہتے۔ سمعنا یعنے سن لیا ہم نے۔ اور آہستہ سے ہونٹھوں میں کہہ دیتے۔ وعصینا یعنے اور نہ مانا ہمنے۔ یا اطعنا ہم نے مانا۔ کی جگہہ عصینا ہم نے نہ مانا۔ یا عدول حکمی کی۔ اور اسیطرح وہ یہہ بھی کہتے تھے۔ اسمع غیر مسمع یعنے سُن یعنے بغیر سُننے کے۔ اور کہتے اعنا نگاہ کرہم پر۔ اور جب اس کو زبان مروڑ کر کہتے تو راعینا یعنے ہمارا چرواہا یا احمق کے معنے دیتا۔ چنانچہ اسی کی بابت قرآن میں۔ لیّاً بالسنتہم یعنے موڑ و پکر زبان سے بولنا لکھا گیا ہے۔

اور جلال الدین نے بھی تحریف کی یہی تفسیر کی ہے ولیا تحریفا بالسنتہم۔ لیپیٹ یعنے تحریف (یا منقلب کرنا) ساتھ اپنی زبانوں کے۔

الغرض نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ چند یہود مدینہ کو جو الزام دیا گیا وہ مذکورہ بالا الفاظ کی تحریف کا الزام تھا یا یہہ تھا کہ جو کچھہ وہ محمد صاحب سے سُنکر جاتے تو باہر کے لوگوں کو محمد صاحب کے الفاظ الٹ پلٹ کرتے تے اور اُس کے بیان کے برعکس بیان کرتے۔ (دیکھو تفسیر حسینی کی اُس عبارت کو جس پر خط کھینچ گیا ہے) لہذا اس سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہود مدینہ رچہ جائیکہ تمام جہان کے اہل کتاب نے کتب سماوی مشتہرہ جہان کو تحریف کر ڈالا تھا۔ اور جو کچھہ امام فخر الدین صاحب رازی فرماتے ہیں وہ نہایت ہی غور کے لائق ہے یعنے ’’کس طرح ممکن ہے تحریف ایسی کتاب کی جس کے ہر حرف اور کلمے تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے ہیں‘‘ پس اس آیت قرآنی متنازعہ کی دو باتوں پر غور کرنی چاہیے ایک یہہ کہ۔ کہتے ہیں۔ دوم یہہ کہ۔ اپنی زبان مروڑ کر۔ سوان دونوں الفاظ سے ثابت ہے کہ یہاں۔ اطعنا کی جگہہ عصینا۔ اور راعنا کی جگہہ راعینا وغیرہ کے تغیر و تبدل زبانی کا بیان ہے۔ نہ کہ کتب سماوی کی تحریف کا دعویٰ۔ پس محمد صاحب کو ایسے ناممکن امر کے دعویٰ کا مدعی قرار دینا گویا اُن کو عقل و ہوش سے بے بہرہ قرار دینا ہے۔

باقی آیندہ

بقیہ

افشائے راز محمدی

فصل ہشتم

اس بیان میں کہ از روے قرآن محمد صاحب کا کیا عہدہ تھا۔

دفعہ ۱۔ کچھہ عرصے کے واسطے سُنانے کے لیے مقرر ہونا۔

سورہ مائدہ ۱۳ رکوع۔ ۹۹ آیت۔ ما علی الرسول الا البلاغ ط والله یعلم ما تبدون وما تکتمون

ترجمہ نہیں اوپر بھیجے ہوئے کے مگر پہنچا دینا اور الله جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو تم۔

سورہ انعام ۵ رکوع۔ ۴۸۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین فمن امن واصلح فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ اور نہیں بھیجتے ہیں ہم پیغمبروں کو مگر بشارت دینے والے اور ڈرانیوالے۔ پس جو کوئی ایمان لاوے اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر اوپر اُن کے اور نہ وہ غم کھاوینگے۔

سورہ اعراف ۲۲ رکوع واتل علیہم نبأ الذی اتینہ اتینا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغوین۔

ترجمہ۔ اور پڑھ اوپر اُن کے قصہ اُس شخص کا کہ دیں ہم نے اُس کو نشانیاں اپنی پس نکل گیا ان میں سے پس پیچھے لگا اس کے (یعنے) شیطان پس ہو گیا گمراہوں سے۔

اب سنانے کا کام بھی محمد صاحب سے چھین لیا جاتا ہے کیونکہ سنانے سے خدا کو کچھہ فائدہ نظر نہیں دیکھہ پڑتا۔

سورہ اعراف ۲۴ رکوع ۱۹۲۔ وان تدعوھم الی الھدی لا یتبعوکم سواء علیکم ادعوتموھم ام انتم صامتون۔

ترجمہ یعنے اگر بلاؤ تم اُن کو طرف ہدایت کے نہ پیروی کریں گے تمہاری۔ برابر ہے اوپر تمہارے کیا بلاؤ تم ان کو یا تم چپکے رہو۔

مطلب خاص یہہ ہے۔

کہ خدا نے اگر محمد صاحب سے کلام بھی کیا ہو۔ تو بھی یہہ ثابت نہیں کہ آپ کو نبی بنا دیا۔ تھوڑی دیر کے لئے سنانے کا حکم دیا تھا جب فائدہ نہ دیکھا سنانا بھی بند کیا گیا۔ پس ساتھہ ہی سنانے کا عہدہ بھی جاتا رہا۔

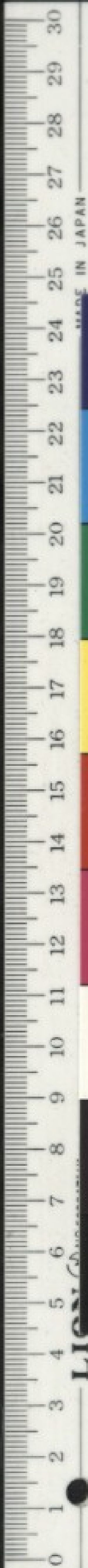
دفعہ ۲۔ محمد صاحب کا کچھہ عرصہ کے واسطے ڈرانیوالا مقرر ہونا۔

ہود۔ ۲۔ ۱۵۔ فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک ان یقولوا لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک انما انت نذیر ط والله علی کل شیٔ وکیل +

ترجمہ۔ شاید کہ تو چھوڑ دینے والا ہے بعض وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیرے اور تنگ ہو جاتا ہے ساتھہ اس کے دل تیرا۔ اس واسطے کہ کہیں وہ۔ کیوں نہ اُتارا گیا اوپر اُس کے خزانہ یا کیوں نہ آیا ساتھہ اس کے فرشتہ سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے۔ اور الله اوپر ہر چیز کے کارساز ہے +

سورہ رعد ا۔ ۸ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ ط انما انت منذر +

ترجمہ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کیوں نہ اُتاری گئی اوپر اُس کے نشانی پروردگار اُس کے سے سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے +



سورہ مریم ۲ رکوع ۴۰ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یؤمنون۔

ترجمہ اور ڈرا ان کو دن پچھتانے کے سے جس وقت مقرر کیا جاویگا کام اور وہ بیچ غفلت کے ہیں اور وہ نہیں ایمان لاتے +

سورہ حج ۷۔ ۴۸۔ قل یا ایھا الناس انما انا نذیر مبین +

ترجمہ کہہ اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ میں ڈرانیوالا ہوں ظاہر +

اس ڈرانے کی غرض خدا نے یہہ رکھی تھی کہ اس سے سرکشی بڑھے اور کچھ نہیں +

سورہ بنی اسرائیل ۶ رکوع ۶۳۔ ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا کبیرا +

ترجمہ تمام آیت کا اور جس وقت کہا ہمنے واسطے تیرے تحقیق رب تیرے نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور نہیں کیا ہمنے وہ نمود یا خواب جو دکھلائے تجھکو۔ مگر آزمائش واسطے لوگوں کے۔ اور اسی طرح درخت کو کہ لعنت کیا گیا ہے بیچ قرآن کے اور ڈراتے (ہیں)، ہم ان کو پس نہیں زیادہ کرتا ان کو مگر سرکشی بڑی۔

جب خدا نے ایسا حال دیکھا کہ محمد صاحب کے ڈراؤ مقرر ہونے سے زیادہ سرکشی کا اندیشہ ہے تو یہہ کام بھی چھین لیا دیکھو سورہ بقر ا رکوع۔ ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔

ترجمہ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے برابر ہے اوپر ان کے کیا ڈراوے تو انکو یا نہ ڈراوے تو ان کو (دوے) نہیں ایمان لاوینگے

خاص مطلب یہہ کہ :۔

بموجب خیال اہل اسلام کے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے خدا نے پہلے تو محمد صاحب کو ڈرانیوالا مقرر کردیا اور جب دیکھا کہ نتیجہ میرے مطلب کے خلاف نکلتا ہے لوگ اس ڈرانے سے صرف سرکشی اختیار کرتے ہیں اور کچھ فیض حاصل نہیں کرتے تو محمد صاحب کو حکم آیا کہ اب ڈرانا بند کرو۔ خواہ محمد صاحب بعدہ اپنے طور پر لوگوں کو ڈراتے رہے ہوں گے؟ لیکن خدا نے یہہ کام بھی محمد صاحب کے ہاتھ میں نہ رہنے دیا۔ پس اب محمد صاحب کا عہدہ بھی جاتا رہا؟ اب دیکھو کیا عہدہ ملتا ہے +

باقی آیندہ

واقعات و آرائیں

مسٹر گوپال داس ساستری کا عیسائی ہونا

مسٹر گوپال داس ساستری۔ ایم۔ اے نے جو ایک مشہور عالم علوم مشرقی کے ہیں اور جو پہلے ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر کے ممتاز عہدوں پر مامور رہ چکے ہیں اور دین ہنود کے پروہت پرچارک اور مشہور اُستاد تھے۔ ۲۔ اگست سنہ رواں کو بدست پادری اسے منو رنگ مقیم سرنپور ضلع ناسک بپتسمہ پایا اور خداوند مسیح کی کلیسیا میں اپنے ایمان کا اظہار کرکے داخل ہوئے۔ مسٹر ساستری اعلیٰ درجہ کے برہمن تھے۔ مشہور ہے کہ زبان فصیح متکلم اور تیز منطقی ہیں۔ قریب بارہ برس تک انہوں نے مسیحی مذہب کی سخت مخالفت اپنی زبان اور قلم سے کی۔ اس سخت دل مخالف مسیح کی عجیب تبدیلی ہمارے خداوند یسوع مسیح کی قدرت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ تمام عزت اور حمد اُسی کو ہو۔ نامہ نگار

اجمیر

۱۔ مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۹۶ء کو مسمی نورنگ راؤ ماسٹر ہوپا نندی سکول کا راضی نامہ ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ماسٹر کا بھی کچھہ قصور تھا۔ مار سود میں کھائی۔ آپ تو فرماتے تھے "ہندو مسلمان۔ دونوں بھائی" عدالت کے فیصلہ سے ظاہر ہوگیا کہ دونوں کے گرو عیسائی +

۲۔ ایک نئے شوقین دیسی صاحب سر بازار گھبی دوڑاتے جارہے تھے۔ بیچارے دو آدمیوں کے پاؤں صاف کٹ گئے۔ جن کے جینے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ یانند جی نے تو ریل چلانے کا بیان کیا ہے۔ ان عقل کے دشمنوں کو گھبی چلانا تک معلوم نہیں +

۳۔ فورکومس سکول کے طلبا نے بجائے انگریزی گیند بلا کھیلنے کے "غلام لکڑی" ایک عجیب کھیل نکالا ہے جس سے کفایت شعاری کے آثار نظر پڑتے ہیں +

۴۔ گجراتی اخبارات مہاراجہ جہالاوار کے ساتھ ہمدردی کے اظہارات ظاہر کررہے ہیں +

۵۔ انڈین کرسچن ایسوسی ایشن اجمیر، کئی ہزار روپیہ کے سرمایہ سے ایک سٹور کھولنے والی ہے۔ تمام شیر ہولڈر کرسچن ہی لوگ ہونگے۔ خوشی کی بات ہے کہ دیسی مسیحی پاؤں پاؤں چلنا سیکھ گئے ہیں +

۶۔ آجکل جیسا یہاں پتنگ بازی کا بازار گرم ہے شاید ہندوستان میں کسی شہر میں نہو + (نامہ نگار)

کاغذی ہوٹل

بندرگاہ ہمبرگ میں ایک کاغذی ہوٹل ہے جس کی دیواریں۔ چھتیں۔ چوکھٹ۔ جوڑیاں ہر ایک چیز کاغذ کی ہے اور کاغذ ہی کے قبضوں اور پیچوں سے جٹی ہوئی ہے اور ایک عمدہ بات یہہ ہے کہ جب چاہو تہہ کرکے رکھ لو اور جہاں چاہو کھڑا کرلو۔ صرف کھانے کا کمرہ اتنا بڑا ہے کہ ۱۵۰ آدمی آرام سے بیٹھکر کھانا کھا سکتے ہیں۔ اُس میں ۲۲ دروازے اور چار روشندان ہیں۔ ہر ایک کام کے کمرے جُدا جُدا ہیں۔ دیواروں اور چھتوں پر ایسا روغن کیا ہوا ہے کہ آگ اور پانی اسپر اثر نہیں کرسکتے ہیں + (لمبوری)

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

تازہ رپورٹ فصلات ہند کہتی ہو مدراس میں بارش ابھی اوسط سے کم ہو۔ بمبئی پورہ گجرات میں اور بارش چاہئے +

بنگال میں ضرورت ہو۔ بہار میں بیفکر ہو گئے۔ شمالمغرب میں حالت اچھی ہو ۱۶۰۰ آدمی خیراتی کاموں پر ہیں +

پنجاب میں بھی بہتری ہو۔ وسط ہند میں ۹۰۰۰ خیراتی کاموں پر ہیں راجپوتانہ میں ۴ ہزار +

چترال کے قیدی جو ابھی تک دھرمسالہ (پنجاب) میں تھے اب فوراً اوٹکمنڈ (مدراس) کو روانہ ہوں گے +

ایک امریکن سیاح مسمی مورس لیہ تبت میں شکار کھیلنے آیا تھا۔ قوم جیبا نے خیمے اُکھاڑ دئے اور مار کر نکالدیا +

کلکتہ میں دو چھوٹے جہازوں میں ٹکر ہو گئی اور بہت نقصان ہوا +

حادثہ دہلی کے ضرر رسیدہ اشخاص ریلوے کمپنی پر اب ہرجہ کا مقدمہ دیوانی کریں گے +

زنجبار میں سید کلید نے اطاعت نہ کی اس لئے شاہی محل پر گولہ باری شروع ہوئی۔ ۵ منٹ میں شہر کو کھنڈر بنادیا +

سلطان زنجبار کا بھانجہ سید محمود ۲۸۔ اگست کو تخت نشین کیا گیا۔ لوٹ مار جاری ہو۔ کئی ہندوستانی لوٹے گئے اور مارے گئے +

زنجبار کی گولہ باری میں برٹش جہازوں پر سلطانی جہاز نے بھی گولہ چلائے۔ لیکن وہ آخر کار غرقاب کیا گیا +

۲۸۔ اگست لنڈن سے خبر آئی لارڈ سالسبری زنجبار کو برٹش بستی بنانا نہیں چاہتے کہ اس میں زاید خرچ ہوگا۔ گورنر عثمانی بنک سرا ڈگر ولسنٹ کی پناہ لی اور ان کے جہاز میں آگئے کہتے ہیں ان سے اُنہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ہو +

کہتے ہیں اس زبردستی سے آرمنیوں کا مطلب تھا کہ یورپ کے آرمینیا کے سوال چھوڑ دینے پر اپنی ناراضی ظاہر کریں +

اس کے ساتھ ہی یہہ خبریں آئیں کہ مسلمان لوگ بیگناہ عیسائیوں کو اب غصہ میں آکر قتل کر رہے ہیں +

گذشتہ حادثہ میں کہتے ہیں کم سے کم ایک ہزار بیگناہ عیسائی قسطنطنیہ کے بازاروں میں قتل کئے گئے ترکی فوج مُنہہ دیکھتی رہی +

برازیل میں اٹلی کے خلاف جوش بڑھ رہا ہو۔ ایک اٹالین قتل کیا گیا تھا۔ برازیل کی رعایا ہرجہ دینا نہیں چاہتی۔

تازہ خبر ہو کہ اٹلی نے الٹی میٹم روانہ کیا ہو۔ دیکھیے نتیجہ صلح یا جنگ ہوتا ہو +

لی ہنگ چنگ ۲۸۔ اگست کو نیویارک (امریکہ) پہنچ گیا۔ سرکاری عہدہ داران نے پریسیڈنٹ کی طرف سے استقبال دہوم دہام سے کیا +

ساحل کے تمام قلعوں اور جنگی جہازوں نے سلامی اُتاری اور شاہی فوج کی اردل میں ہوٹل میں لیجایا گیا +

۲۹۔ اگست لنڈن سے خبر آئی مہم نیل کی نئی جنگی ریل ۲ میل تک سخت بارش نے بہادی +

یہہ بارش ایسی زبردست تھی کہ پہلے کبھی دیکھی نہ گئی۔ مہم کا کام اس سے ملتوی ہوگا +

۲۷۔ اگست نیویارک کی خبر ہو مسٹر میکنلے نے پریسیڈنٹی کی اُمیدواری منظور کی اُنہوں نے اپنی رائے شایع کی +

اس میں رعایا کو یقین دلایا ہو کہ اول درجہ کی حفاظت رکھیں گے اور دوسرے کے مقابلہ میں اپنا رعب قایم +

گادرواڑہ (جبلپور) کا باقی پل بھی بہہ گیا ریل کے مسافر کشتیوں میں پار اُترتے ہیں۔ مال براہ اٹارسی جاتا ہو

بمبئی کی ایک بڑی کاٹن مل میں کہتے ہیں ۳ لاکھ روپیہ کا غبن ہو گیا ہو۔ مل مذکور کا اعتبار اُٹھہ گیا +

ارتھر ہیولاک موجودہ گورنر مدراس ترقی تعلیم زراعت میں بہت دلچسپی لیتے ہیں +

مسٹر کو اسمی سید شاہ پوسٹ ماسٹر جنرل شمالمغرب ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل ہند کئے گئے +

کریٹ کی تازہ خبر ہو کہ مفسد رعایا اور فوج سلطانی میں برابر کشت وخون ہو رہے ہیں +

لنڈن کی تازہ خبر ہو کہ دار الخلافہ ٹرانسوال (پریٹوریا) میں برٹش ایجنٹ سر جیکوبس ڈی ویٹ مر گئے۔

ان کی جگہہ مسٹر ولیم کوننگ ہام مقرر ہوئے ہیں جو کہ برٹش ڈپلومیٹک سروس میں پہلے سے مقرر ہیں +

جزائر فی لی پائن (ایشیا) کی تازہ خبر ہو کہ فساد چنداں خطرناک نہیں ہو +

ایران کی خبر ہو کہ نئے شاہ اپنی سلطنت میں طریق میونسپل جاری کریں گے +

ایران کی خبر ہو سعید الملک گورنر عربستان مقرر ہوئے۔ اور ۱۳۔ اگست کو شاہ مرحوم کا قاتل قتل کیا گیا +

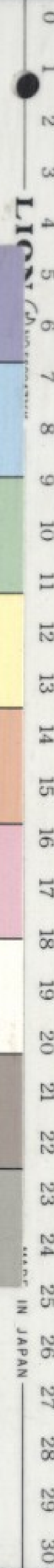
ایک نئے سیاح نے اندازہ لگایا ہو کہ آرمینیا میں دس لاکھ عیسائی قتل کئے گئے +

۲۶۔ اگست لنڈن کی خبر ہو کہ مہم رودنیل نے پیش قدمی شروع کر دی ہو۔ اور سوارڈہ کی فوج آگے بڑھنے پر تیار ہو +

مضامین مفید المبتدین

عزیز جان اور شیرین جان کی گفتگو

دو کم سن مسیحی بچے جو کہ نہایت نیک مزاج اور خوش اخلاق اپنے والدین کی خوشنودی اور راحت جان تھے جنکی تعلیم اُنکے والدین خوفِ خدا میں کرتے اور اُن کو دعاؤں پر پالتے تھے۔ لڑکا جسکا کہ نام عزیز جان تھا وہ چودہ سال کا تھا اور لڑکی جسکا نام شیرین جان تھا اُس کا سن بارہ برس کا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ یہہ دونوں بھائی اور بہن اپنے حسب دستور برائے سیر گھر سے باہر نکلے اور آپس میں گفتگو کرتے کرتے دریا کے کنارے جا نکلے اور گرد اُسکے ہر جہاں کہ سبز اور شاداب درخت کسی زمانے کے لگے بڑے بڑے کھڑے تھے جنکی جڑوں سے پانی نہایت خوبصورتی سے گرتا تھا جا کھڑے ہوئے وقت شام کا تھا یہہ دونوں دریا کی موجوں اور درختوں کے لمبے لمبے سایوں کا پانی پر پڑنا کہ جو شعاعِ آفتاب سے مثل گھلے ہوئے سونے کے چمک رہا تھا اور ایک عجیب کیفیت دکھلا رہا تھا دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہو رہے تھے۔ بھائی نے بہن سے کہا کہ شیرین جان دیکھو تو سہی یہہ درخت کیسے سبز ہیں گرمی ایسی شدت سے پڑتی ہے کہ اور درختوں پر مشکل سے ایک پتی سبز نظر آتی ہے پر یہہ درخت کیا ہی سبز اور بھلے معلوم ہوتے ہیں گو گرم ہوا اور دھوپ کی شدت سے اُن کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ شیرین جان نے جواب دیا کہ بھائی جان اُن کو ضرر پہنچے تو کیسے یہہ تو پانی کے چشموں کے کنارے لگے ہوئے ہیں حضرت داود کے پہلے زبور اور اُس کی تیسری آیت میں یوں لکھا ہے "وہ درخت جو کہ پانی کی نہروں کے کنارے پر لگایا جاوے"۔ کیا خوب شیرین جان میں اب حضرت داود کا پہلا زبور اور اُس کی تیسری آیت کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ اول جس وقت اماں جان نے ہم کو اس زبور کا بیان بتایا تھا تو میں صرف ایک خواب خیال کرتا تھا پر اب تو اُس کی ایک ایسی تصویر میرے دل پر کھنچ گئی ہے کہ میں شاید اُسکو مرتے دم تک بھول نہیں سکتا ماسوا اس کے اے شیرین جان میں ایک اور خیال میں اس وقت غرق ہو رہا ہوں سو وہ یہہ ہے کہ دیکھو تو سہی ٹہنیاں کس طرح پانی پر جھوم رہی ہیں اور ناتوان کو پانی سے ضرر پہنچتا ہے اور ندی پانی کو اُن سے خیال تو کرو یہاں کا پانی کیسا صاف ہے اور پتیاں کیا سبز ہیں ایک بھی پتی سوکھی نظر نہیں آتی۔ شیرین جان نے کچھ سوچ کے بعد جواب دیا کہ کیوں؟ بشرطیکہ یوں ہو کہ کیا وہ درخت سے الگ ہیں؟ کیا کوئی پتی یا ٹہنی جو درخت میں قایم ہو سوکھ سکتی ہے یہی بات قابل غور یہہ ہے ذرا خیال کرو کہ اس کا مصنف کیا کہتا ہے تعجب کے پتے مرجھاتے نہیں ہیں اگر وہ گر جائیں تو ضرور سوکھ جائینگی آج ہی تو اماں جان نے یوحنا کی انجیل کے ۱۵ویں باب کی چند آیتوں کو جو کہ ہمارا آج کا سبق تھا سمجھایا تھا "جو ڈالی درخت میں قایم نہیں رہتی سوکھ جاتی ہے اور پھینکی جاتی ہے"۔ کیا خوب شیرین جان کیسا خطا اس جا کھڑے ہونے سے ہم دونوں کو آتا ہے۔ بیشک بھائی جان ہمارا جی اس وقت کیا خوش ہوا اور کیا عمدہ سبق ہم دونوں نے سیکھا ہے۔ اول یہہ کہ مسیح جو چشمہ زندگی ہے اُس ہی چشمہ سے ہم سیراب ہوں اور تراوٹ حاصل کرتے رہیں۔ دوئم یہہ کہ مسیح جو کہ حیات کا درخت ہے اُس میں ہم پیوستہ ہو جائیں کہ ہمیشہ اُس کی محبت میں تازہ دم بنے رہیں کاشکہ اماں جان ہمارے ساتھ ہوتیں تو وہ ضرور ہمکو کوئی نئی اور عمدہ تعلیم دیتیں۔ بھائی۔ واہ شیرین جان تمہارے خیال تو خوب درست اور صحیح ہیں میں تمہارے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کاشکہ ایسے ہماری زندگی یوں ہی سیراب و تازہ رہیں اور کوئی اور نئی چیز دیکھیں یہہ کہکر بڑی محبت کے ساتھ بہن کا ہاتھ پکڑ کر خوشی خوشی دونوں وہاں سے آگے بڑھے اور کچھ دور جاکر ایک جگہ جو کہ اُنکو زیادہ پسند آئی کھڑے ہوئے چند لحظہ تک ادھر اُدھر کی باتوں سے جی بہلاتے رہے۔ دفعتاً شیرین جان نے جو نگاہ نیچے کی تو کیا دیکھا کہ جس جا کھڑی ہے وہاں کا پانی بہت کالا نظر آتا ہے اور کنارا بھی نہایت اونچا ہے بھائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی عزیز جان اس جا کا پانی اسقدر کالا کیوں نظر آتا ہے اس کا کیا سبب ہے۔ بھائی نے فوراً جواب دیکے کہا کیوں شیرین جان کیا تمکو اتنا نہیں معلوم ہے کہ جہاں کا پانی کالا نظر آتا ہے وہاں زیادہ گہرا ہوتا ہے یہہ جگہ جہاں ہم کھڑے ہیں بڑی ہی خطرناک ہے اس میں اگر ہم گریں تو ہمارا بچنا مشکل ہو۔ بہن نے کہا اگر یہہ جگہ ایسی خطرناک ہے تو یہاں سے آگے چلو مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ تم اُس قدر کنارے کھڑے ہو کہ شاید تمہارا پاؤں پھسل جائے تو تم ان تیز شتاب پانی میں جاتے رہو اور میں یہاں بیکسی کی کھڑی ہوں اور تمکو ڈوبتے دیکھوں اور بغیر تمہارے مکان کو جاؤں تم مجھکو بہت عزیز ہو سو آؤ ہم یہاں سے چلیں۔ اے شیرین جان تم کیوں ایسی خوف زدہ ہو خدا کے وعدے کیا ہیں کیا تم نے اپنی بیبل میں نہیں پڑھا ہے ۱۲۱ ویں زبور کی تیسری آیت میں یوں لکھا ہے "وہ تیرے پاؤں کو پھسلنے نہ دیگا وہ جو تیرا حافظ ہے نہ اونگھیگا" پھر اسموئیل کے ۲ باب کی ۹ آیت میں یہی لکھا ہے کہ "وہ اپنے مقدس لوگوں کے قدم پر نگاہ رکھتا ہے" تم شدہ و وہ آپ ہی تمہارا نگہبان ہے۔ بیشک بھائی عزیز جان تمہارا یہہ کہنا بہت ٹھیک اور درست ہے میرا بھروسہ خدا کے وعدوں پر کامل طور سے ہے اور میں کسی طرح سے شک نہیں کرتی میں خوب جانتی ہوں کہ خدا قادر بیشک عدہ وفا ہے پر کیا یہہ ہماری سراسر نادانی نہ ہوگی کہ ہم خطرے کو دیکھتے ہیں اور اُس سے بچنے کی تدبیر نہیں کرتے پر دیدہ و دانستہ اپنے کو خطرے میں ڈالتے ہیں میری صلاح مانو اور جلد اس خطرناک جگہ سے چلو اور اب سورج بھی غروب ہونے پر ہے رات کی تاریکی جلد چھا جائیگی اور شاید ہم اپنے گھر کی راہ بھول جائیں اور اس ویرانے میں بھٹکتے پھریں اور جنگلی درندوں کے لقمہ ہو جاویں سو مجھکو ہر چہار طرف خطرہ ہی خطرہ نظر آتا ہے فوراً بھائی کا ہاتھ پکڑ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہوئے چند ہی قدم آگے گئے تھے کہ وہ کرارا جس جگہ یہہ دونوں کھڑے تھے دریا میں جا پڑا اور اس کے گرنے کی آواز اُن بچوں کے کانوں پڑی اُنہوں نے پیچھے پھر کر دیکھا اور نہایت حیرت کے ساتھ ایکدوسرے کے چہرے کو دیکھتے رہے چند لمحے کے بعد بھائی نے بہن سے کہا کیوں شیرین جان خدا نے ہمکو کیسے خطرے سے بچایا ہے اُس کا نام ہمیشہ پاک رکھا جائے۔ شیرین جان نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ اے عزیز بھائی خداوند بڑا ہی رحیم ہے اور اپنے پیاروں سدا کی حفاظت کرتا ہے اُس نے اپنے وعدے کے موافق ہم سے سلوک کیا ہے۔ "جب تو کہیں جائیگا وہ تیرا رہبر ہوگا" امثال ۶-۲۲- اُس نے ہماری رہبری کی اور ہمکو بچایا۔ عزیز بھائی خداوند کے وعدے


اُس کے پیاروں کے لئے چراغ ہیں اور اُن کی زندگی کے لئے راحت بخش چشمے ہیں۔ دونوں خطرے سے بچکے خوشی خوشی ذیل کے گیت گاتے ہوئے اپنے گھر کو پھرے اور کل ماجرا اپنے والدین سے بیان کیا + کاشکہ ہزار زبانوں سے میں گاؤں خوش الحان + جلال اور فضل

عیسیٰ کے + خداوند۔ پاک سلطان +

شعر و سخن

غزل

(یعقوب کا خط - چوتھا باب - ۱۴ ویں آیت دیکھو)

زندگی کا کچھ ٹھکانا ہے نہیں ہاں ہے نہیں
یہہ ہمیشہ تک زمانہ ہے نہیں ہاں ہے نہیں

کیوں جمع کرتے ہو دولت قبر میں مرنیکے بعد
یہہ تمہارے ساتھ جاتا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

موت جب آتی ہے لینے کو یہاں سے اُس گھڑی
کوئی بھی چلتا بہانا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

دل نہ دُنیا پہ لگاؤ فکرِ عقبیٰ میں رہو تم
خوب یوں غفلت میں رہنا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

گر نہیں جنت کی خواہش پکڑو دامنِ مسیح
بن مسیح جنت کو پانا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

عمر بھر کر لو بھلائی یا برائی - کیونکہ پھر
جا کے واں پہ لوٹ آنا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

روزِ محشر کی تیاری کر عبیر اب تجھکو بھی
تا ابد اس جا پہ رہنا ہے نہیں ہاں ہے نہیں

راقم

ڈاکٹر پرتاب سنگھ - عبیر

کرسچن لٹریچر سوسیٹی کی چند کتابیں

ہمارے پاس مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسیٹی مدراس کی چند نئی تصنیفات پہنچی ہیں - ان میں سے ایک رسالہ اصلاح پرہیزگاری پر ہے اور ایک مجموعہ خاندانی دعاؤں کا جو ہندوستانی مسیحیوں کے لئے ہے - مگر ہم خصوصاً اس وقت ایک کتاب کی طرف ناظرین کی توجہ دلایا چاہتے ہیں جس کی ضخامت ۲۴۰ صفحہ کی ہے اور جس کا نام سکیچز آف انڈین کرسچینز (چند ہندوستانی مسیحیوں کا مختصر احوال) ہے یہہ کتاب ایک عمدہ دیباچہ سے شروع ہوتی ہے جو پروفیسر اس ستیانادھن - ایم - اے - ایل - ایل - بی کی قلم سے ہے - راقم اس میں ہندوستانی مسیحی جماعت کی عجیب عقلی و اخلاقی و تعدادی ترقی کا ذکر کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کی اس ملک میں انجیلی اشاعت کے بارے میں کیسی بڑی ذمہ داری ہے اور فی زمانہ کیسا عجیب موقعہ اُن کے ہاتھ آیا ہوا ہے ۔

اس کتاب میں ۴۲ ہندوستانی مسیحیوں کی زندگی کا حال کم و بیش درج ہے جن میں سے ۹ مستورات ہیں - پنڈتا رامابائی کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے - مردوں میں سے اکثر شمالی ہندوستان کے مشہور نام ہیں مثلاً پادری لال بہاری ڈے - پادری نیلکنٹھ شاستری گورے - پروفیسر رامچندر - پادری عمادالدین ڈی - ڈی - مسٹر ریلارام و دیگر صاحبان - اس کے لحاظ سے ہمکو خیال گذرتا ہے کہ پنجاب کا حال بہت ناکمل ہے اور اُمید کیجاتی ہے کہ دوسرے اڈیشن میں اور صاحبان کا حال بھی درج ہو گا جو اس قدر مشہور ہیں کہ اُن کا تذکرہ ضروری معلوم دیتا ہے ۔

یہہ سکیچز (احوال) نہایت ہی دلچسپ ہیں - ہم اپنے اُن ناظرین کو جو انگریزی سے واقف ہیں ترغیب دیا چاہتے ہیں کہ اس کتاب کو ضرور منگوا کر پڑھیں - ہمکو یقین ہے کہ ان تذکروں میں سے اکثر بہت جلد اردو میں ترجمہ کئے جاوینگے اور ہم بڑی خوشی سے ایسے ترجموں کو اپنے اخبار میں درج کرنا پسند کریں گے جو ہمارے ناظرین کے لئے زیادہ مفید ہوں ۔

اس کتاب میں ہمیں پتہ لگتا ہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے بعض اشخاص کے لئے اور اُن کے وسیلے اور بہتیروں کے لئے کیا کچھ کیا ہے کوئی مسیحی بھی ایسا نہ ہو گا جو ان مختصر سوانح عمریوں کو پڑھکر اس بات کو معلوم نہ کریگا کہ مسیحیت نے ہندوستان میں کیا کچھ کر دکھایا ہے اور جو مضبوط ایمان اور کامل اُمید سے انتظاری نہ کرے گا کہ یہی مسیحیت اسی نسل کے ذریعے جو کلام اور روح سے تربیت پا رہی ہے کیا کچھ نہ کریگی ۔

پادری - اے - ایچ - یونگ صاحب اڈیٹر ان چیف منیجر اخبار نورافشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم والی کے اہتمام سے چھپا